

## 10081 - مسلمان کا کام ہی برائے روکنا ہے

### سوال

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
 ( تم میں سے جو بھی برائے دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے روکے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے )  
 اور ایک دوسری حدیث میں ہے جس سے آپ کا تعلق نہ ہو اسے ترک کر دو -  
 تو ہم کس برائے کا انکار کریں اور روکیں اور کس کو نہ روکیں ؟  
 اگر میں کسی اسلامی ملک میں کوئی اخلاقی برائے مثلاً نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا میل جول وغیرہ دیکھوں تو کیا میں انہیں روکوں حالانکہ مجھے علم ہے کہ وہ میری بات نہیں سنیں گے ؟ یا پھر میں اوپر محکمہ والوں کو اس کی اطلاع دوں ؟

### پسندیدہ جواب

الحمد لله.

### اول :

جس چیز کا بھی شریعت میں ثبوت ملتا ہے چاہے وہ آیات ہوں یا احادیث ان کا آپس میں کوئی تعارض نہیں ، اس لیے کہ وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہیں -

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اگر یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے النساء ( 82 ) -

اور اگر کوئی تعارض پیدا بھی ہو تو وہ ہماری عقلوں اور سمجھ میں ہے نہ کہ شرعی نصوص میں ، اور اسی بنا پر علماء کرام نے مشکل نصوص کو بیان کرنے کا زیادہ اہتمام کیا ہے اور کچھ لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے بعض نصوص کے تعارض کا ازالہ بھی کیا ہے -

اور سوال میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں بھی الحمد لله کوئی تعارض نہیں -

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(تم میں سے جو بھی برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے روکے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 49 ) -

اور دوسری حدیث میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

( آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ ایسی چیز کو ترک کر دے جس کا اسے کوئی فائدہ اور تعلق نہ ہو) یعنی (یعنی چیزیں) سنن ترمذی حدیث نمبر ( 2317 ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ( 3976 ) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے الجواب الکافی ص ( 12 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے -

تو ان دونوں حدیثوں میں کوئی کسی قسم کا تعارض نہیں پایا جاتا -

لہذا شریعت کے لیے یہ کسی بھی حال میں ممکن نہیں کہ ایک ہی وقت میں برائی دیکھنے والے کو برائی روکنے کا حکم دے اور اسی وقت یہ بھی کہے کہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ اسے روکنا ترک کر دے -

تو پہلی حدیث کی حالت دوسری حدیث سے مختلف ہے -

اور مندرجہ ذیل آیت سے بھی لوگ ایسا ہی سمجھے تھے :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں المائدۃ ( 105 ) -

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو اس کے صحیح معنی کی طرف راہمائی فرمائی اور بعد میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسے بیان کیا

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں

اور میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے :

جب لوگ ظالم کودیکھیں اور اس کے ہاتھ کونہ پکڑیں ( یعنی ظلم کونہ روکیں ) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عمومی سزاناازل کردے ۔

سنن ترمذی حدیث نمبر ( 2168 ) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ( 4338 ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ( 4005 ) اوراس حدیث کو امام ترمذی اورابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحیح قرار دیا ہے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے فوائد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں : **اے ایمان والو ! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو ۔۔**

پانچواں :

امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا کام اس طرح کرنا چاہیے جس طرح کہ مشروع ہے جس میں علم و نرمی اور صبر اور حسن مقصد کار فرما ہونا چاہیے ، اوردرمیانہ راہ اختیار کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فرمان : **اے ایمان والو ! اپنی فکر کرو**

اوراس فرمان میں جب تم راہ راست پر ہو شامل ہے ۔

تو اس آیت سے یہ پانچ فائدے اس شخص کے لیے حاصل ہوتے ہیں جو امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا مامور ہے

-

اوراس میں ایک اور معنی بھی پایا جاتا ہے :

وہ یہ کہ آدمی کو علمی اور عملی اعتبار سے اپنی مصلحت کو مد نظر رکھنا چاہیے اور جس چیز سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں اس سے ( مالا یعنی چیزوں سے ) اعراض کرنا چاہیئے جیسا کہ صاحب شریعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے :

( آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ بے فائدہ چیزوں سے اعراض کرے )

اور خاص کر فضول چیزوں سے اعراض کرے جس میں انسان کے دین و دنیا کے اعتبار سے کوئی ضرورت ہی نہیں اور پھر خاص کر حاسدانہ اور افسری و سرداری کے لیے بات چیت ہو ۔ مجموع الفتاوی ( 14 / 482 ) ۔

اور ایک دوسری جگہ پر شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

مومن شخص پر ضروری تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور انہیں ہدایت

دینا تو اس کے ذمہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کا معنی بھی یہی ہے :

اے ایمان والو ! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں

تواہتداء اس وقت پوری ہوتی ہے جب واجب کو ادا کر دیا جائے اس لیے جب مسلمان شخص اپنے اوپر دوسرے واجبات کی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب کو بھی ادا کرے تو گمراہ ہونے والی کی گمراہی اسے کوئی نقصان نہیں دیتی -

اور نہی عن المنکر کا کام کبھی تو دل سے اور کبھی زبان سے اور کبھی ہاتھ سے ہوتا ہے ، بلکہ دل کے ساتھ تو برائے کوہر وقت روکنا چاہیے اس لیے کہ اس کے کرنے سے کوئی ضرر نہیں ہوتا اور جو یہ کام دل کے ساتھ بھی نہیں کرتا وہ مومن ہی نہیں ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( اور دل کے ساتھ برائے روکنا ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے ) دیکھیں مجموع الفتاوی ( 28 / 126 - 128 ) -

تو اس سے یہ پتہ چلا کہ برائے پر انکار اور اسے روکنا مسلمان کا کام ہے اور اسے اس حکم بھی دیا گیا ہے اس لیے اسے حسب استطاعت اور مصلحت شرعیہ کے مطابق نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہیے -  
اور وہ چیز جو لایعنی ہوتی ہے وہ نہ تو واجب ہے اور نہ ہی مستحبات میں ہی شامل ہے -

ذیل میں ہم اس حدیث ( آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ لایعنی چیزوں سے پرہیز کرے ) کے بارہ میں علماء کرام رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں :

۱ - شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

( مسلمان ) کو حکم ہے کہ وہ یا تو خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے ، تو اگر وہ اس خاموشی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے ہٹ کر فضول باتوں میں لگتا ہے جس میں کوئی خیر و بھلائی کی بات نہیں تو اس کا اسے گناہ ہوگا اس لیے کہ یہ مکروہ ہے اور مکروہ اس میں کمی کرے گا -

اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

( آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ لایعنی چیزوں سے پرہیز کرے )

تو جب وہ ایسی چیز میں جا پڑتا ہے جس کا اسے کوئی فائدہ نہیں اور اس سے اس کا تعلق بھی نہیں تو اس کے حسن

اسلام میں کمی واقع ہوتی ہے - دیکھیں مجموع الفتاوی ( 7 / 49 - 50 ) -

ب - حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کلمہ میں پرہیزگاری و ورع کو جمع کرتے ہوئے فرمایا :

( آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ لایعنی چیزوں سے پرہیز کرے )

تو اس میں پروہ کلام ، اور نظر اور سننا پکڑنا اور چلنا اور سوچ و بچار اور سب ایسی ظاہری اور باطنی حرکات شامل ہیں جس میں کوئی فائدہ نہیں تو اس طرح یہ کلمہ تقویٰ و ورع میں کافی و شافی ہے -

ج - ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

ورع یہ ہے کہ ہر شے کو ترک کر دیا جائے اور سب فضولیات کو ترک کرنا ترک مالایعنی ہے -

اور سنن ترمذی میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً موجود ہے کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا : تم تقویٰ و ورع اختیار کرنے والے بن جاؤ تو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے - دیکھیں مدارج السالکین ( 2 / 21 ) -

د - اور ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

ترک مالایعنی یہ ہے کہ : ہر قسم کے مشتبہات ، اور مکروہات ، اور فضول قسم کے مباحات جن کی کوئی ضرورت نہیں ہے انہیں ترک کر دیا جائے ، اس لیے کہ جب مسلمان کا اسلام کامل ہو اور احسان کے درجہ تک جا پہنچے تو ان سب اشیاء کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ سب کچھ مالایعنی میں شامل ہیں -

اور مالایعنی سے اکثر طور پر مراد یہ لیا جاتا ہے کہ لغو فضول قسم کی گفتگو سے زبان کو محفوظ رکھا جائے - دیکھیں جامع العلوم والحکم ( 1 / 309-311 ) -

ہ - امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

بعض کا کہنا ہے کہ : لایعنی میں یہ بھی شامل ہے کہ : علوم میں جو ابہم نہیں انہیں سیکھنا اور اس سے بھی ابہم کو ترک کر دینا یہ مالایعنی میں شامل ہوتا ہے ، مثلاً کوئی اس علم کو سیکھنا چھوڑ دے جس میں اس کے اپنے آپ کی اصلاح ہے اور ایسا علم حاصل کرتا پھرے جس سے دوسروں کی اصلاح ہوتی ہو جیسے علم جدل ہے -

اور اس میں وہ عذر یہ پیش کرے کہ میری نیت ہے کہ لوگوں کو نفع پہنچایا جائے ، تو اگر وہ اس بات میں سچا ہوتا تو وہ ایسا علم سیکھنے سے ابتدا کرتا جو سب سے پہلے اس کے اپنے دل کی اصلاح کرتا اور اس سے غلط اور مذموم قسم کی صفات کو خارج کرتا ۔

مثلا : حسد و بغض ، ریا کاری اور دکھلاوا ، اور اپنے دوست و احباب پر رعب جمانا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسری مہلک قسم کی صفات ۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

یہ حدیث جامع کلام پرمشتمل ہے اور بہت ہی کم الفاظ میں بہت ہی زیادہ اور جلیل معانی جمع کر دیے گئے ہیں اور یہ ایسی کلام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی نے بھی نہیں کہی ۔ شرح الزرقانی ( 317 / 4 ) ۔

و ۔ شیخ مبارکپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

ملا علی قاری نے ترک مالایعنی کے معنی میں کہا ہے :

یعنی جو کام قول اور فعل اور نہ ہی نظریاتی اور فکری لحاظ سے اس کے لائق نہ ہو ۔

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ : مالایعنی کی حقیقت یہ ہے کہ : جو چیز اسی دینی اور دنیاوی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی اسے اس کے رب کی رضا میں کوئی نفع دے سکے ، دوسرے لفظوں میں اس طرح کہ جس کے بغیر اس کی زندگی ممکن ہو ۔

اور اس کے بغیر بھی اس کی حالت مستقیم رہے ، اور یہ چیز زائد افعال اور فضول اقوال پر مشتمل ہے ۔ دیکھیں : تحفة الاحوذی ( 500 / 6 ) ۔

دوم :

اور آپ کے منع کرے والی ہر وہ چیز ہے جس کی شریعت اسلامیہ نے قباحت بیان کی ہے اور اس کے کرنے والے کے برے انجام کا بھی ذکر کیا ہے مثلا :

زنا کاری و بدکاری ، سود خوری ، کسی حرام کردہ چیز کی طرف دیکھنا ، اور حرام کردہ کوسننا ، داڑھی منڈانا ، سلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ، قطع رحمی کرنا ، اور دین میں بدعات ایجاد کرنا ، وغیرہ ۔

اور نہی عن المنکر میں یہ شرط نہیں کہ وہ صاحب سلطہ اور طاقت ہی ہوتا کہ اس برائی کو ہاتھ سے روک سکے ، اور

نہ ہی اس میں عالم ہونے کی شرط ہے تا کہ اس برائی کو زبان سے منع کرسکے ، بلکہ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اسے اس برائی کو روکنے کی قدرت ہو اور اس کے منع کرنے سے کوئی اس انکار سے بڑھ کر کوئی فساد اور یا بڑی برائی پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو ، اس یہ ہی کافی ہے کہ آپ کو علم ہو کہ یہ کام اسلام میں منع ہے تو آپ کو اسے اپنی زبان سے منع کر دیں ۔

اور رہا مسئلہ دل کے ساتھ برائی روکنے کا تو وہ اس طرح ہے کہ آپ اس برائی سے بغض رکھیں اور اس برائی والی جگہ سے اٹھ جائیں ۔

سوم :

اور آپ نے سوال میں جو یہ پوچھا ہے کہ کچھ برائیوں کے دیکھنے کے بعد کیامیں اسے خود روکوں یا کہ حکومتی اداروں کو مطلع کروں ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ :

یہ برائی اور برائی کرنے والے کے لحاظ سے ہے ، اگر آپ ایسے شخص سے کوئی برائی دیکھیں جسے مہلت دینا مناسب نہ ہو حتی کہ آپ اس کے بارہ میں حکومتی ادارے کو مطلع کریں ، تو اس صورت میں آپ پر واجب ہے کہ آپ وقت کی بچت کرنے ہوئے اسے روکیں تا کہ برائی کرنے والا بھاگ نہ جائے ۔

اور اگر برائی بہت بڑی اور عظیم ہو جسے صرف آپکا روکنا اور بدلنا ممکن نہیں تو پھر آپ حکومتی اداروں تک اطلاع پہنچائیں ۔

مقصد یہ ہے کہ وہ برائی ختم ہونی چاہیے چاہے وہ آپ کے ہاتھ سے ختم ہو یا کسی اور کے ہاتھ سے تو اگر اپنے ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو پھر زبان سے روکیں آپ کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ وہ سنتے ہیں یا آپ سے اعراض کرتے ہیں بلکہ آپ پر تو صرف اس کی تبلیغ ہے ۔

اور ہوسکتا اللہ تعالیٰ آپ کی کلام کی بنا پر ان میں سے کسی ایک کے دل میں ہدایت ڈال دے ، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیطان آپ کے ذہن میں یہ دلیل ڈالے کہ وہ تو آپ کی بات ہی نہیں سنیں گے اس لئے آپ برائی کو نہ روکیں

واللہ اعلم ۔